

دل دوستف



از قلم رانیه ایمان

دل دوستم



از قلم رانیہ ایمان

All Rights Reserved

Copyright: Rania Emaan (Author)

Published by: Safar-e-Adab Publications

Published On: safareadab.com

To get published with us, contact us via email or website:

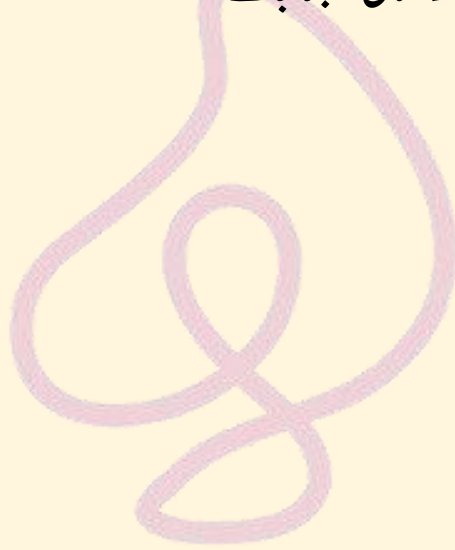
safareadab.com

safareadab@gmail.com

Note: We don't charge anything to publish online. If anyone charges any kind of fee in order to publish your write-ups in the name of Safar-e-Adab Publications, please don't try to go ahead with them and immediately report them using the contact us button on our website. Thank you

ضروری بات

دل دو ستم کے تمام جملہ حقوق لکھاری "رانیہ ایمان" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہوگی۔ بغیر اجازت کہانی کا استعمال کرنے والوں پر سخت کارروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔



اک ان کہا رشتہ
 اک ان کہی داستاں
 یہ عشق نہیں، محبت نہیں
 یہ ہے دوستی کی داستاں

صبح کا سورج پورے شہر کو روشن کیے ہوئے تھا۔ ایسے میں ایک بلند و بالا عمارت اپنے پورے قد کے ساتھ جہلم کے انڈسٹریل ایریا میں کھڑی تھی۔ عمارت کے ٹاپ پر "الخالق آرکیٹیکچرز" لکھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے ایک گاڑی آکر رکی۔ بیک ڈور کھولتی۔ ہوئی ایک لڑکی نمودار ہوئی، جو سیاہ شلوار قمیص پہنے، چہرے کے گرد ہمرنگ حجاب لپیٹے ہوئے تھی۔ پیروں میں ہیل، جن کی ٹک ٹک عمارت کی خاموش فضا میں خلل ڈال رہی تھی۔

وہ داخلی دروازے سے اندر داخل ہوئی۔ سامنے ہی ریسپشن پر کھڑی ریسپشنسٹ نے اپنی مخصوص مسکراہٹ اور سر کے خم کے ساتھ اسے سلام کیا۔ وہ سر ہلاتی دائیں جانب موجود لفٹ کی جانب بڑھ گئی۔

اب وہ اوپر والے فلور میں داخل ہوتی دکھائی دی۔ سارے ایمپلائز کے سلام کا سر کے خم سے جواب دیتی ہوئی وہ اپنے کبین کی طرف بڑھ رہی تھی۔

"روشانے" الخالق آرکیٹیکچرز کی ایک ہنرمند آرکیٹیکٹ تھی۔

سیاہ آنکھیں جو ذہانت سے سرشار تھیں۔ چہرے پر ہلکا سا تبسم، چال میں تمکنت لیے وہ فاصلہ عبور کر رہی تھی۔

چلتے ہوئے وہ ایک کبین کے باہر ٹھٹھکی۔ اندر سے آوازیں آرہی تھیں۔

"پلیز روماشامیری بات تو سن لو۔ پلیز"

"ایسا نہ کرو۔ میں مانتی ہوں میری غلطی ہوگی۔ میں معافی مانگنے کے لیے بھی تیار ہوں۔

"لیکن مجھے میری غلطی تو بتاؤ۔ پلیز"

باہر کھڑی روشانے پر کوئی عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ وقت نے ماضی کا رخ کیا۔ یہ منظر ایک گاؤں کا تھا۔

گاؤں کے سکول کے میدان میں دو لڑکیاں کنٹین کی طرف جارہی تھیں۔

"کیا لے گی رانو؟۔ مینو نے پوچھا

"بس ایک سلاٹس جوٹس اور پرک چاکلیٹ"۔ جواب فوراً آیا۔

چند لمحات بعد منسا دونوں چیزیں لے کر کنٹین سے باہر نکلی۔

اس نے دونوں چیزیں روشنانے کی طرف بڑھائیں۔ روشنانے نے چاکلیٹ اُس کی طرف اچھالی۔

"جاسمرن جی لے اپنی زندگی"۔ یہ سن کر دونوں ہنس پڑیں

"میں جی لوں۔

جاؤ بہن تم جیو " پیسے میں نے ہی دینے ہیں۔" سلاٹس کی دیوانی"

وہ دونوں اب کنٹین سے باہر نکل آئی تھیں۔

"سلاٹس کے ساتھ رس ملائی اور گلاب جامن کا بھی اضافہ کرو" روشنانے کمال بے نیازی سے بولی۔ منظر غائب ہوا۔ اندر سے ابھی بھی آوازیں آرہی تھیں۔

قریباً ۱۵ منٹ اندر موجود لڑکی فون پر بحث کرتی رہی۔ آخر بے بسی کے عالم میں وہ پھٹ پڑی۔

"رومانشابلز! اب اور نہیں۔ میں بھی تمہاری دوست ہوں۔۔ میں بھی چاہتی ہوں کہ تم مجھے بھی

ویسا ہی ٹریٹمنٹ دو جیسا میں تمہیں دیتی ہوں۔ تم ویسی ہی یکسوئی سے میری بات سنو جیسے میں

تمہاری سنتی ہوں۔" اُس کی آواز میں

نمی گھل گئی۔

میں صرف تمہاری دوست نہیں۔ تم بھی میری دوست ہو۔ میں چاہتی ہوں کہ تم مجھے ہر بات پر طعنہ نہ دو۔ مجھے سمجھاؤ۔ میں بس اتنا چاہتی ہوں۔"

پہلے بیوقوف تھی جو تمہاری ناراضی سے ڈرتی تھی۔ اب میں بھی ویسا ہی برتاؤ چاہتی ہوں جیسا میں تمہارے ساتھ کرتی ہوں۔ اگر کر سکتی ہو تو ٹھیک۔ ورنہ آج میں، جو ہمیشہ تمہارے نکچھڑنے سے ڈرتی تھی، تمہیں کہتی ہوں کہ اب میں اس چیز کو اکیلے آگے نہیں بڑھا سکتی۔

روشانے نے کین کے باہر لگی تختی پر نظر دوڑائی

Interior designer نین تارا انٹیریئر ڈیزائنر۔

نام پڑھتے ہی روشانے اندر داخل ہوئی۔ اندر ایک لڑکی نہایت مضطرب حالت میں چہل قدمی کر رہی تھی۔ آنکھوں میں عجیب سا تاثر تھا۔ غصہ، غم، پچھتاوے، گلٹ کے ملے جلے تاثرات۔ نین تارانے اسے دیکھتے ہی فون فوراً بند کر دیا۔ ایسے جیسے کوئی چوری پکڑی گئی ہو۔ روشانے چند ایک مرتبہ اسے آفس میں دیکھ چکی تھی۔ اپنی چل بلی فطرت کے سبب آفس میں سامنے موجود لڑکی کافی مقبول تھی۔ بقول روشانے کے اسے آفس اسٹاف "نینا" کے نام سے بلاتا تھا۔ روشانے نے اُس کا بخوبی جائزہ لیا۔

ڈارک براؤن آنکھیں، جن میں پریشانی کے آثار واضح تھے۔ لمبے سیاہ بال اُس کے شانوں اور کمر کو چھپائے ہوئے تھے۔

”تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا“

کمرے میں روشنانے کی نرم و مضبوط آواز گونجی۔

نین تارا کی آنکھوں میں الجھن نمایاں ہوئی۔

روشنانے جو اسے بغور دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ابھرتے سوال کو دیکھ کر فون کی طرف اشارہ کیا۔

نین تارا کو جب اندازہ ہوا تو وہ اس چیز پر پشیمان ہوئی۔

”بیٹھو“ روشنانے نے کرسی کی طرف اشارہ کیا اور خود سامنے موجود صوفے پر بیٹھ گئی

نین تارا گرنے والے انداز میں کرسی پر بیٹھی۔

”میں تمہیں کافی دنوں سے دیکھ رہی ہوں تم کچھ پریشان ہو۔ کیا بات ہے؟“ سامنے موجود لڑکی کے چہرے پر سالوں پرانی تھکن ابھر آئی۔

”نہیں کچھ بھی نہیں ہوا“۔ اس نے بتانے سے گریز کیا۔

”مجھے تم بتا سکتی ہو“ روشنانے نے اسے اعتماد میں لینا چاہا۔

اس نرم آواز کا ہی کمال تھا کہ نینا کی ہچکچاہٹ میں کمی آئی۔

”کیا میں تم پر ٹرسٹ کر سکتی ہوں؟“ نین تارا نے کچھ ڈرتے ہوئے پوچھا۔

نیں تارا کا یہ سوال سن کر روشنانے کے اندر بہت کچھ ٹوٹا۔ یہی تو پہلی ضرب ہوتی ہے جو انسان دھوکے میں کھاتا ہے۔

”بلکل نینا! گبھراؤ نہیں۔ مقابل نے شفیق آواز میں کہا۔

نینا نے لمبی سانس خارج کی اور کہنا شروع ہوئی۔

”روشنانے میں تھک گئی ہوں، ایک ایسے رشتے کو نبھاتے نبھاتے جہاں صرف میں لیفورٹس ڈال رہی ہوں۔“

”تالی ایک ہاتھ سے نہیں بچتی“

”ہاں بلکل تم درست کہہ رہی ہو۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ تمہارا رویہ اُس کے ساتھ اچھا نہ ہو؟“ روشنانے نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔

”ہاں! روشنانے میں مانتی ہوں میری غلطی ہوگی، میرا رویہ غلط ہوگا۔ میں معافی مانگنے کو بھی تیار ہوں۔ لیکن مجھے میری غلطی کا تو پتا چلے“

”نینا ریلکس یو ر سیلف!“

”بولو میں سن رہی ہوں۔ اپنے دل کی بھڑاس نکالو“

اور نینا کو یہی تو چاہیے تھا، کوئی سننے والا، کوئی دل جوئی کرنے والا۔ جو اسے روشانی کی شکل میں ملا تھا

"روشانے میں نے، دس سال کی دوستی ختم کی ہے۔ جو ایک بہت مشکل کام تھا۔ دس سال تھوڑا عرصہ نہیں ہوتا۔ وہ آج بھی میرے سامنے آتی ہے تو دل چاہتا ہے کہ دوبارہ سب کچھ پہلے جیسا ہو جائے"

"روشانے، بتاؤ میں کیا کروں" بے بس آواز ابھری
 "نینا مسئلہ کیا ہے؟"

"مسئلہ ہی تو سمجھ نہیں آرہا۔ رومانشا عجیب برتاؤ کر رہی ہے"

"نینا میری بات سنو، میں تمہاری مدد کروں گی۔ لیکن مجھے پوری بات بتاؤ"

"روشانے میں وہ لڑکی ہوں جو چاہتی ہے کہ دوست کبھی ناراض نہ ہو۔ میں نے رومانشا کو خوش کرنے کی ہر ممکن کوشش کی، میں نے کبھی نہیں چاہا کہ وہ مجھ سے بدگمان ہو۔ میں نہیں چاہتی کہ وہ مجھ سے ناراض ہو۔ غلطی اُس کی ہوتی تھی، معافی میں مانگتی تھی، کام اُس کا ہوتا تھا، میں کرتی تھی۔ میں نے اس کی وہ باتیں بھی سنی جو مجھے بری لگتیں تھیں۔ وہ مجھے برا بھلا کہتی تھی میں سن لیتی تھی۔ کیا کروں وہ مجھے عزیز تھی۔ وہ ناراض ہوتی تھی تو گلٹ مجھے لے ڈوبتا تھا۔ یہاں

تک کہ میں نے اسے معافی نامے بھی لکھے تھے۔ میں اسے بہن مانتی تھی۔ "نینا افسردہ آنکھوں سے مسکرائی

روشانے اس کے سامنے سانس باندھے بیٹھی تھی۔ نینا تارا اسے اپنی کہانی سنارہی تھی لیکن اسے لگا کہ اُس کے سامنے وہی پرانی روشانی بیٹھی ہے جو آج سے کچھ سال پہلے تھی۔ اور وہ اسے دوسری روشانی نہیں بننے دے گی۔ یہ فیصلہ اُس نے کر لیا تھا۔

"نینا تم ایک ٹاکسک فرینڈ شپ میں ہو۔ جہاں لیفورٹس صرف تمہاری طرف سے ہیں۔ ایسی دوستی کے ٹوٹ جانے پر خدا کا شکر کرتے ہیں۔ لوگ آپ کا استعمال اتنے اچھے طریقے سے کرتے ہیں کہ آپ کو لگتا ہے کہ یہ اُن کی آپ کے لیے محبت ہے۔ تم بہت اچھی لڑکی ہو۔ جانتی ہوں کہ یہ بہت مشکل ہے۔ لیکن لوگ تو آتے ہی چلے جانے کے لیے ہیں۔ ویسے بھی مشہور ہے کہ آپ اُن لوگوں کی قدر کرتے ہیں جو آپ کی اہمیت نہیں جانتے۔

"روشانے۔ مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ اُس نے نا صرف دوستی توڑی ہے بلکہ میرا اعتبار، مان سب کچھ توڑا ہے۔ میں اب کسی پر بھی بھروسہ نہیں کر پاتی۔ کسی سے بات کرتی ہوں تو لگتا ہے کہ دوسرا بندہ میرا مذاق بنائے گا۔ اب کسی کو دوست بنانے سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں استعمال نہ ہو جاؤں۔ بھروسہ ہر رشتے کی بنیاد ہوتی ہے اور اس نے اس بنیاد میں ڈرار ڈال دی ہے۔ اب مجھے لوگوں پر بھروسہ کرتے ہوئے ڈر لگتا ہے"

روشانے اُس کی بات سن کر ہنس دی۔

”میری ایک بہت اچھی ٹیچر تھیں، وہ کہا کرتی تھیں کہ آپ کو آج سے دس سال بعد جب آپ کامیاب ہو جائیں گے تو یہ دوستیاں یاد نہیں رہیں گی۔ سہی کہتی تھی۔ اور جہاں تک اعتبار کی بات ہے تو ”پیاری نینا“ یہ دنیا ہے۔ یہ سب کچھ سکھا دیتی ہے۔ اب میری ہی مثال دیکھ لو“

نین تارا کی آنکھوں میں نا سمجھی تھی۔ جسے دیکھ کر روشا نے مسکرائی۔

”۱۳ سال کی تھی جب دوستی توڑی تھی۔ اُس وقت بہت اُداس رہی تھی۔ لیکن اب جب پیچھے دیکھتی ہوں تو ہنسی آتی ہے۔ آج دیکھو، میں تمہارے سامنے ہوں۔ ایک تجربہ کار آرکیٹیکٹ۔ اِس کے علاوہ ایک اچھی لکھاری اور شاعرہ بھی ہوں۔ جب دوستی توڑی تھی تو کبھی نہیں سوچا تھا کہ میرے دوست میرے ساتھ کچھ برا کریں گے۔ دوستی ختم کرنے سے کچھ عرصہ پہلے میں ایک عجیب سی کشمکش میں تھی کہ کو میرا دوست ہے اور کون نہیں۔ اسی دوران کچھ غلط فیصلے بھی ہوئے۔ میں دوستوں کی منافقت پر میں نے ایک شعر لکھا تھا

ہم نے کتنے ہی جھوٹ بولے تیرے لئے

مگر تو ہم سے ایک دوستی کا جھوٹ نہ بول سکا

اے دوست

واہ! تیرے یہ دو چہرے ہمیں ہی نہ بتا سکے تیری منافقت کا

قلم از خود

"کیا تم اس بات پر یقین کرو گی کہ جس دوست کے رویے کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ لکھا تھا وہ میری ایک بہت اچھی دوست ہے"

کبھی کبھار ہم غلط لوگوں پر بھروسہ کرتے ہیں۔ یہ میری زندگی کا بچھتاوا ہے۔ لیکن میں خدا کا شکر ادا کرتی ہوں کہ اگر میرا ٹرسٹ نہ ٹوٹتا تو میں آج ایک لکھاری نہ ہوتی، ایک شاعرہ نہ ہوتی۔ کچھ چیزیں آپ کی زندگی میں آپ کو سبق دلانے کے لیے ہوتی ہیں۔ اور دوستی کا ٹوٹنا میرے لیے سبق تھا۔ دھوکہ نہ کھاتی تو اپنا آپ کیسے پہنچاتی؟ اپنے ٹیلنٹ کیسے جانتی۔ اس لیے جو ہوتا ہے اچھے کے لیے ہوتا ہے "روشانے نے اپنا ہاتھ نین تارا کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے اسے تسلی دی

"روشانے دُکھ ہوتا ہے مجھے اور شدید ہوتا ہے۔ جانتی ہو کیوں؟"

"کیوں؟"

"کیوں کہ دوستی وہ واحد پہلا رشتہ ہوتا ہے جو انسان خود بناتا ہے۔ اس حسین رشتے کی ساری بنیاد اعتبار پر ہوتی ہے، محبت پر ہوتی ہے، احساس پر ہوتی ہے۔ اور جب یہ سب کچھ چھن جاتا ہے تو تکلیف دل میں ہوتی ہے"

"سمجھ سکتی ہوں۔ لیکن یاد رکھنا کہ وقت سب سے بڑا امر ہم ہے۔ اور دنیا مکافات عمل ہے۔"۔

یہ کہتے ساتھ ہی روشانی نے اپنا سر صوفے کی پشت پر ٹکا کر آنکھیں موند گئی۔

ذہن کے جھروکوں پر نیلی قمیض اور سفید شلواریوں میں، تین لڑکیوں کی ٹولی چلتی آرہی تھی

-

روشانے، منسا اور زارا

"تم لوگوں کو پتا ہے میرے ابو کی شہر میں نوکری لگ گئی ہے"۔ رومانے جوش سے بولی۔

منسا اور زارا چھلی کے دانے پھانک رہی تھیں۔ اسے نظر انداز کر گئیں۔ اسے دکھ ہوا۔

روشانے نے ان کی توجہ کسی اور طرف مبذول کروانے کی کوشش کی۔

"یار! آؤ ندی کنارے چلتے ہیں" رومانے پچھلی بات کا اثر زائل کرنا چاہتی تھی۔ یادہ اس چیز کو قبول نہیں کرنا چاہتی تھی کہ وہ نظر انداز ہوئی ہے۔

"مینو جلدی کرو، گھر جا کر تمہیں اپنا نیا سوٹ دکھاؤں گی۔" زارا رومانے کی بات کاٹتے ہوئے بولی۔

"ہاں ضرور! زارا۔ منسا کا بروقت جواب آیا۔

اور رومانے ایک بار پھر نظر انداز ہو گئی

(نظر انداز عام الفاظ میں اگنور کرنا، ایک چھوٹا سا لفظ ہے۔ ایک عام سی کیفیت ہے۔ لیکن جو شخص اس چیز سے گزرتا ہے وہ آدھا مر جاتا ہے۔

آج کل کے لوگوں کے لیے یہ ایک مذاق ہے یا شاید انہیں اس چیز کا احساس نہیں ہوتا کہ اُن کی اس رویے سے دوسرے پر کیا بیت رہی ہے۔ باخدا! نالی سے نکلے کیڑے کی طرح محسوس ہوتا ہے۔ جب کوئی آپ کو نہیں سنتا۔ کوئی آپ کی ویلیو نہیں کرتا۔ آپ کو ایسا لگتا ہے کہ آپ کی کوئی اہمیت نہیں۔ آپ اگر نہ بھی ہوں تو دوسروں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آپ بس ایک آپشن ہیں۔ اکثر اوقات انسان یہ چیز اسیپٹ (accept)

(نہیں کر پاتا کہ وہ دوست جو اس کے لیے اس کا سب کچھ تھے۔ اُن کے لیے وہ بس ایک آپشن ہے۔ جدید دور کی مثال لیں تو جب آپ کسی کو میسج کریں اور آپ کا میسج سین پر چھوڑ دیا جائے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ دوسرے کے سر پر مسلط ہو رہے ہیں۔ اور دوسرا مجبوراً آپ کے ساتھ نبھا رہا ہے۔ جن لوگوں کے اعتبار کو ٹھیس پہنچتی ہے وہ ریزرو ہو جاتے ہیں، اُن میں ایک طرح کی نازک مزاجی آ جاتی ہے۔ وہ چیزوں کو اور تھنک کرنے لگ جاتے ہیں، اور اندر سے کھوکھلے ہوتے جاتے ہیں۔)

"روشانے تم ٹھیک ہو؟" نین تارا کی آواز اسے حال میں لائی۔

"ہاں میں ٹھیک ہوں۔"

"تمہیں پتا ہے کہ دنیا کا سب سے برا نمبر کون سا ہوتا ہے؟" نینا پر سوچ آواز میں بولی۔

"کون سا؟" روشانے آگے کو ہوئی۔

Odd number

"وہ کیوں...."

"کیوں کہ اس کا کوئی pair نہیں ہوتا۔

روشانے کو اپنا، منسا اور زارا کا ٹریو یاد آیا۔ ایک odd نمبر۔

"نہیں۔ نمبر بد قسمت نہیں ہوتے۔ انسان ہوتے ہیں، جیسے کے میں۔" روشانے تلخی سے مسکرائی

لوگ آتے ہیں اور آپ کے اپنوں کو چھین کر لے جاتے ہیں۔

جیسے زارا منسا اور روشانے کے درمیان آئی تھی

رانو اور مینو کے درمیان۔۔

"وہی لوگ جن کے لیے آپ کسی زمانے میں سب کچھ ہوتے ہیں، وہ آپ کو چھوڑ دیتے ہیں۔"

(دور کہیں روشانے کے دماغ پر زارا اور منسا آئیں۔

"تم کب سمجھو گی کہ منسا اب تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔" روشانے کو یہ سن کر دھچکا لگا۔

"نہیں ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا۔" بے یقینی ہی بے یقینی۔

"تم نہ سمجھو، منسا کے تو تمہارے بارے میں یہی خیالات ہیں"

اتنی سی بات تھی اور اسے اپنا دل خالی ہوتا محسوس ہوا۔ وہ ابھی تک کچھ دیر پہلے کہے زارا کے الفاظ پر سوسیس کر رہی تھی۔

"تم ایسا کیسے کر سکتی ہو روشنانے۔ میں تمہیں ایسا نہیں سمجھتی تھی۔ ارے تم سے اچھی تو زارا ہے۔ کم از کم پیٹھ پیچھے باتیں تو نہیں کرتی۔ میرا اعتماد نہ توڑتی۔ کوئی مسئلہ تھا، تو مجھ سے بات کر لیتی۔ لیکن میرے بارے میں ایسے الفاظ استعمال نہ کرتی۔" دُکھ ہوا مجھے روشنانے۔

روشنانے سب کچھ بھول گئی۔ اسے بس یہ یاد تھا کہ مینو نے اسے اُس کے نام سے بلایا ہے۔ رانو نہیں کہا۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ مینو" روشنانے منسا کی طرف لپکی۔

میری بات تو سن لو مینو۔

مس انڈر سٹینڈنگ۔۔۔۔۔

اور سب کچھ ختم)

ہاں پھر جب آپ ریزرو ہو جاؤ تو کہتے ہیں کہ وہ پتھر دل ہو گیا اس کی غلطی تھی۔ نین تارا بگڑے نقوش کے ساتھ بولی۔

جانتی ہوں۔

اس پر لکھا تھا کہ

سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے بنا لیا ہے اپنے دل کو پتھر کا
ایمان! ہم سے بھی تو پوچھو کیوں
ورنہ دھڑکتے دل تو ہمارے پاس بھی تھے

قلم از خود

"تم بہت اچھا لکھتی ہو" نینا تعریف کیے بغیر نہ رہ سکی
"شکریہ پیاری!"

"تمہیں پتہ ہے مجھے خود پر غصہ آتا ہے۔ میں خود کو کنٹرول نہیں کر پاتی۔ میں بھی اسے اسی کی
طرح اگنور کرنا چاہتی ہوں۔ لیکن نہیں ہو پاتا"

"میں تمہیں سمجھ سکتی ہوں نینا۔ لیکن یاد رکھنا جس طرح وقت آپ کے زخموں کو سیتا ہے کوئی
بھی نہیں سی سکتا۔

خواہ زخم کتنے ہی گہرے کیوں نا ہوں۔"

"میں جانتی ہوں کہ تم چاہتی ہو کہ تم اُن سے بات کرو اور سب پہلے جیسا ہو جائے۔"

"کبھی کبھار تم خود کو قصور وار کہتی ہو گی کہ کیا ہو جاتا اگر تم یہ کام نہ کرتی۔ تھوڑا اور سہہ لیتی۔ دوست ہی تو تھے۔ دوستوں کے لیے قربانیاں دی جاتی ہیں۔"

"لیکن نینا خود کو کبھی کسی کے لیے نیچے مت گراؤ۔ اپنا رتبہ بلند رکھو۔ تمہاری سیلف ریسپیکٹ تمہاری پہلی پریورٹی (priority) ہے۔ کسی دوستی کے لیے خود کو پامال نہ کرو۔ قربانیاں اُن دوستوں کے لیے دی جاتی ہیں جو دوست کہلانے کے لائق ہوں۔ اگر وہ واقعی تمہاری سچی دوست ہوتی تو اپنی مس انڈر سٹینڈنگ کلیئر کرتی۔ سچے دوست کانوں کے کچے نہیں ہوتے۔

خود پر کام کرو۔ اپنی غلطیوں سے سیکھو۔" روشنانے کا انداز اٹل تھا

"روشنانے میں تمہاری بات سے متفق ہوں۔" لیکن کیا ہو اگر میری غلطی ہو، میرا رویہ اُس کے ساتھ برا ہو۔"

"ہاں اگر تمہیں لگتا ہے کہ تم غلط ہو تو معافی مانگو۔ معافی مانگنے میں کوئی حرج نہیں۔ اپنی غلطیاں تسلیم کر لینا کوئی بری بات تو نہیں۔"

"اگر آپ کو اپنی غلطی پتا ہی نہ ہو تو؟" نینا نے اپنا مسئلہ پیش کیا۔

"تو پھر اللہ سے معافی مانگو۔ کیوں کہ تمہیں نہیں پتا کہ تم کہاں غلط ہو"

"انسان اپنی غلطیاں اُس وقت تک نہیں سدھار سکتا جب تک اسے اُس کی غلطی بتائی نہ جائے۔ اگر تمہیں تمہاری غلطی نہیں پتا تو سمجھ جاؤ کہ تم غلط حلقہ احباب میں تھی۔ نینا جو دوست ہوتے

ہیں ناوہ آپ کو بتاتے ہیں کہ آپ کہاں غلط تھے، آپ کے کس رویے نے انہیں دکھ پہنچایا، آپ کو کہاں امپروو کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو وہ آپ کو اپنا ساتھی نہیں مانتے، ایسے لوگوں کا چلے جانا ہی بہتر ہوتا ہے"

"انسان تب تک نہیں سیکھتا جب تک وہ اپنی غلطیوں کا سامنا نہ کرے۔"

"روشانے لیکن کیا ہوتا کہ اگر وہ مجھے نہ چھوڑتی، مجھے وہ سب نہ کہتی۔ دل دکھتا ہے میرا۔" نینا کا دل شدت سے رونے کو چاہا۔

میں سمجھ سکتی ہوں، تم چاہتی ہو کہ سب کچھ پہلے جیسا ہو جائے۔ تم پھر سے اس سے بات کر سکو۔ بالکل پکچر پرفیکٹ۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔" تمہیں موآن کرنا ہوگا
You need to - جیسے میں نے کیا تھا۔

(روشانے زارا اور منسا کو سکول میں روز دیکھتی تھی لیکن اب وقت بدل چکا تھا۔ وہ آگے بڑھ آئی تھی۔ وہ اب صرف اپنا سوچتی تھی۔ اور یہ صرف اسے لگتا تھا۔

دسمبر 2024 کے آخری آیام چل رہے تھے۔ کچھ کا من فرینڈز روشانے کو اسکول کے وسیع و عریض گراؤنڈ کے کونے پر لے گئیں۔ وہاں بیٹھنے کے لیے بینچ لگے ہوئے تھے۔ وہ ان کے اصرار پر وہاں چلی گئی تھی۔ لیکن سامنے کا منظر اس کے لیے غیر متوقع تھا۔ تین بینچوں میں سے

درمیان والی بیچ پر زار اور منسا بیٹھی ہوئی تھیں۔ ساتھ خاکی رنگ کے لفافے میں ایک ڈبا پڑا ہوا تھا۔ اس ڈبے میں ایک ایک تھا۔

جس پر لکھا تھا Happy Winter 2024

ایک کٹنگ کی گئی۔ خوش گپیاں، ایک کھاتی ہوئی لڑکیاں، سب کچھ اسے فضول لگ رہا تھا۔ وہ 15 منٹ اُس کی زندگی کے مشکل ترین منٹ تھے۔

اسے لگا کہ وہ اُن سے موآن کر چکی ہے، غلط لگا تھا۔ بھلا دوستی میں بھی کبھی انسان موآن کر سکتا ہے۔

ہاں جب دوستیاں ٹوٹتی ہیں تو اعتبار کو ٹھیس پہنچتی ہے (حال میں واپس آؤ تو نین تارا کی آنکھوں سے آنسوؤں رواں تھے۔ کیا کچھ نہیں تھا جو یہ سامنے بیٹھی لڑکی اسے باور کروا گئی تھی۔ اس کی غلطی ہونے کا گلٹ کہیں دور جا بیٹھا تھا۔

نینا کو اب صرف فکر اس بات کی تھی کہ سامنے بیٹھی لڑکی کے ساتھ ایسا کیا ہوا ہے جو اسے اس طرح کر گیا۔ بولتی ہے تو لگتا ہے کہ آپ کو بتا رہی ہے۔ لکھتی ہے تو لگتا ہے سب کچھ آپ کے لیے لکھ رہی ہے۔

نینا کو اپنی پریشانی بھول گئی۔ وہ بس سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھ رہی تھی۔ خاموش ویران آنکھوں والی کو

”کیا تم مجھے بتاؤ گی کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا؟“

روشانے اُس کی بات پر مسکرائی۔ اُداس مسکراہٹ۔

دُکھ دینے والے قصے بار بار نہیں دہراتے۔ نینا

یہ اشارہ تھا کہ وہ اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتی۔

اگر کر لیتی تو دُکھ نئے سرے سے شروع ہو جاتا۔ کچھ چیزیں بیان کرنا تکلیف دہ ہوتا ہے۔

”کیا پھر تم نے کبھی دوست نہیں بنائے؟“

اِس سوال پر رُوشانے ہنسی۔

”بنائے تھے، ابھی بھی ساتھ ہیں“ یہ بات کرتے ہوئے رُوشانے کی آنکھوں کا رنگ بدلا۔ ذہن

کے پردوں پر وہ لہرائی۔ پنک حجاب چہرے کے گرد لپیٹے، سیاہ معصوم آنکھیں، شفاف چہرہ۔

اس کی دوست، اس کو سننے والی، اُس کی اصلاح کرنے والی۔

”بیا“

خیال ایک دم چھٹ گیا۔ نینا سامنے بیٹھی اُس کے جواب کا انتظار کر رہی تھی۔ اسے اِس طرح

اشتقاق میں بیٹھا دیکھ کر رُوشانے بولی۔

”ہاں! بنائے تھے۔ جو اب بھی ساتھ ہیں“

”نینا! تمہاری ایک دوستی ٹوٹ جائے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم دوستی کے قابل نہیں ہو۔ دوستی ٹوٹی تاکہ تم سبق حاصل کرو۔ اللہ نے تمہاری حفاظت کی۔ دوست بناؤ۔ زندگی جیو۔ نئے لوگوں کے ساتھ۔“

دنیا سے بالکل کٹ کر رہ جانا، مسئلے کا حل نہیں ہے۔ اپنے لیے جیو۔ اپنی خوشی کے لیے سب کچھ کرو۔

مشکل ہوتا ہے کسی پر اعتماد کرنا کیوں کہ جو ضرب لگتی ہے وہ گہری ہوتی ہے۔ دور اندر آپ کو یہ ڈر ہوتا ہے کہ اگر یہ شخص بھی ویسا نکلا۔“

کیا ہوا اگر وہ بھی آپ کو دکھ دے۔ یہ چیز آپ کے ساتھ ہمیشہ رہے گی اگر آپ اسے اور کم overcome نہیں کریں گے۔

زندگی میں آگے کہیں بھی آپ کے سامنے کوئی دوستی کا ہاتھ بڑھائے گا۔ تو آپ اس پر بھی شک کریں گے۔ پھر آہستہ آہستہ آپ اس چیز میں بہت آگے تک چلے جائیں گے۔ اور یہ چیز آپ کو ذہنی مریض بنا دے گی۔ انسان کو معاشرتی حیوان کہا جاتا ہے۔ اسے اپنے ہر کام کے لیے کسی دوسرے شخص کی ضرورت ہوتی ہے۔ انسان کی یہ فطرت ہے کہ وہ اپنا دکھ درد اپنے اعتماد والے بندے سے شیئر کرتا ہے۔ اور جب ہم ایسا نہیں کرتے تو یہ ہمیں اندر سے کھوکھلا کر دیتے ہیں۔

اس لیے دوست بنانے چاہیے۔

اُمید ہے تم اس بات کو سمجھو گی۔"

اتنی دیر میں روشانے کا فون بجا

"بیا کالنگ"

روشانے کے چہرے پر تبسم اُبھرا۔

"اب میں چلتی ہوں، ضروری کال ہے" روشانے فون کی طرف دیکھتے ہوئے بولی

"بہت شکریہ روشانے"

"کس چیز کا شکریہ؟" روشانے کی آنکھوں میں تعجب اُبھرا

"میری اصلاح کے لیے" نین تارا نے مشکور ہوتے ہوئے کہا۔

"نینا! شکریہ کی کیا بات۔ تم میری چھوٹی بہنوں جیسی ہو"

I'm always there for you

یہ کہتے ساتھ ہی اس نے کال ریسیو کر لی۔ اور کین کا دروازہ کھولتے ہوئے باہر نکل آئی۔

پچھے نین تارا کو اپنے کندھوں سے بوجھ اُترتا ہوا محسوس ہوا۔ کسی سے بات کرنا اور پھر اس کا

آپ کی بات کو سمجھنا ایک الگ قسم کے تحفظ کا احساس ہوتا ہے۔

کو ریڈور میں روشانے بیا کی جلی کٹی سن رہی تھی۔

”تم کدھر تھی کل سے؟“

”کام میں مصروف تھی۔ تمہاری طرح فارغ نہیں ہوتی“

”بھاڑ میں گیا ایسا کام جو دو گھڑی سکون ہی نہ دے“ اُس کی بات سن کر روشنانے نے اپنی ہنسی ضبط کی۔

تیری موجودگی اک ساز ہے

تیرا ہونا اک راگ ہے

تیری ساتھ بیتا وقت

اک خواب ہے

ملے بہت دُکھ اس حیات میں

تو اُن دُکھوں کا مداوا ہے

زخم لگے جو قلب پر

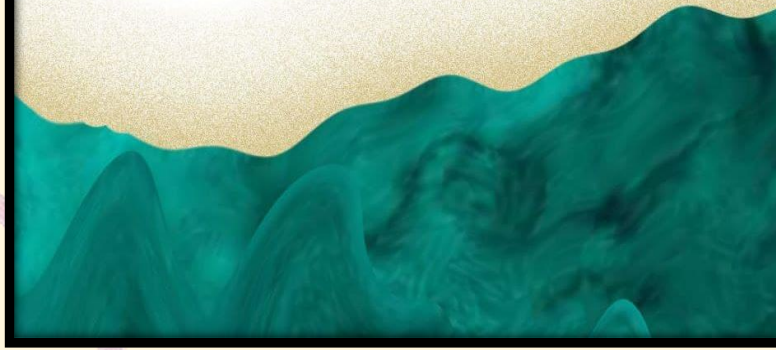
تیری موجودگی اُن زخموں پر مرہم کا کام ہے

(خاص طور پر بیا کے لیے) قلم از خود



پل صراط

عنیزہ زاہد



"تم مجھے ایک برا انسان سمجھتی ہونا۔ مجھے پہچاننے میں تم سے ذرا سی غلطی ہو گئی۔ میں صرف برا نہیں، ایک بدترین انسان ہوں۔" وہ گلاس میں شراب انڈیلتے ہوئے ایک ٹرانس میں کہہ رہا تھا۔ شراب گلاس سے باہر گرنے لگی تھی پر اسے تو جیسے ہوش ہی نہیں تھا۔ پھر اس نے وہ گلاس اٹھایا اور اسکی طرف دیکھا۔

وہ خوف سے اپنی جگہ پر سمٹی۔ "کیا کہہ رہی تھی تم؟ اس وقت تمہارا کوئی موڈ نہیں ہے مجھ جیسے شرابی کے منہ لگنے کا؟" وہ خود سے سوال کرتا، خود سے جواب دیتا اس کے قریب بیٹھا۔ "اور یہ کہ میں نشئی ہوں؟ آج تمہیں بھی شراب کی لذت چکھاؤں گا۔" اس نے گلاس منال کے منہ کے قریب کیا۔

☆☆☆

'کبھی تو تو بھی محبت کرے گا۔'

فاران احمد نے محبت کی تھی!

'تو بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہے گا۔'

اس نے بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہا تھا۔

اور پھر۔۔ پھر وہ تجھے چھوڑ جائے گی۔'

اور پھر وہ اسے توڑ گئی۔

'پھر میں تیرے پاس آؤں گا۔ اور کہوں گا کہ دل پہ مت لے۔ وہ چلی گئی تو کیا ہوا، کوئی اور آجائے گی۔' اس کے جانے کے بعد کوئی نہیں آیا۔ اس نے آنے ہی نہ دیا۔

ایسینہ خانم



ابراہیم

"یہاں دستخط کرو غازیہ ! " کاغذ غازیہ کے سامنے کرتے ہوئے انہوں نے کہا تو غازیہ نے ایک نظر اپنے سامنے بیٹھے اس اجنبی شخص کو دیکھا جس سے ابھی وہ چند گھنٹوں پہلے ملی تھی۔ ان چند گھنٹوں کی ملاقات نے اس شخص کو اس کا مختار بنا ڈالا تھا۔ زندگی میں پہلی بار قلم پکڑتے ہوئے غازیہ کے ہاتھ بڑی طرح کانپتے تھے۔ وہ تو با آسانی قلم تھام کر شفاف کاغذ پر آدھی ترچھی لکیریں کھینچ کر بہت سارے خاکے بنا لیا کرتی تھی، کچھ دھندلے ہوتے تو کچھ میں پہلی ہی حسرت میں جان موجود ہوتی۔

"تم رشتے کھونے سے ڈرتی ہو غازیہ ! " سیکم کا چند روز قبل کہا گیا جملہ کان کے پردے پر ابھرا تھا۔

"بچ کہا تھا تم نے میں رشتے کھونے سے ڈرتی ہوں سیکم ! اور یہ نیا دھور رشتہ بھی شاید میں کھونے کے لیے ہی بنا رہی ہوں۔" دل میں اس کے کہنے کا جواب دے کر اس نے کاغذ پر قلم گھسیٹا تھا۔ عجیب بات تھی وہ ایک کاروباری شادی کے لیے دلہن بنی ہوئی تھی۔

☆☆☆

"میری زندگی برباد کر کے تم یہاں سکون سے سو رہی ہو۔ شام سے مینو مجھے فون کر رہی ہے اور میں اس کا فون نہیں اٹھا رہا جانتی ہو کیوں؟ کیونکہ میں اس سے بے وفائی کرنے پر بے حد شرمندہ ہوں۔ اپنی زندگی میں پہلی بار میں نے کسی کو چاہا ہے اور تم زبردستی ایک بزنس ڈیل کی طرح میرے سر پر آ گئی ہو۔" وہ بالوں میں ہاتھ چلاتا ہوا اپنے اندر کا سارا انتشار اس پر انڈیل رہا تھا۔ غازیہ خاموشی سے بس اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اسے واقعی ہی اس شخص پر ترس آیا تھا جس کی محبت آباد ہونے سے پہلے ہی اس کے باپ نے اجاڑ دی تھی۔ وہ بستر سے اتر کر اس کے نزدیک آئی تھی۔

"میں بہت تلخ ہو چکی ہوں کلج ! جانتے ہو کیوں؟" اس نے اس کے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی آہستگی سے کہا تھا۔

"کیونکہ اس دنیا اور معاشرے کی سفاکی آپ کو تلخ بنا دیتی ہے۔ اول تو مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ تم کسی سے کمینڈ ہو اور بالفرض اگر مجھے معلوم بھی ہوتا تو تب بھی میں وہاں کچھ نہیں کر پاتی۔ میں یہ کاغذی تعلق تب بھی نہیں روک سکتی تھی۔ تمہاری مجرم میں نہیں ہوں کلج ارسلان ! بلکہ اپنے مجرم تم خود ہو۔ مینو کے مجرم تم ہو جو محض اپنے باپ کی لالچ کے ہاتھوں اپنی محبت پر ایک کاغذی سوتن لے آیا۔" وہ سینے پر بازو پیٹتے انتہائی تلخی سے کہہ رہی تھی جبکہ کلج بس حیرت سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

Click here

safareadab.com



دنوشہ آرزو

"جانتے ہو میرے لیے اب محبت کیا ہے۔" وہ آنسوؤں کو بمشکل روکے ہوئے تھی۔ "م جس سے (ال) مالک شروع ہوتا ہے، ج جس سے (ال) حلیم شروع ہوتا ہے، ب جس سے (ال) باری اور ت سے تمنا (وہ جو اللہ سے کی جاتی ہے) شروع ہوتی ہے۔ بس یہی ہے میرے نزدیک محبت!" وہ ضبط کی انتہا پہ تھی۔ "ایک وقت تھا تم میری تمنا تھے مگر اب صرف ایک ہی تمنا ہے میری۔۔۔ اللہ۔۔۔ بس اللہ۔۔۔!" وہ رکی اور گہرا سانس لے کر بولی۔ "ایک بار بھابھی نے کہا تھا کہ ایک بار جو چڑھ جائے رنگ حب الہی تو اترتا نہیں۔۔۔! ہاں وہی رنگ چڑھ گیا ہے مجھے۔" وہ زید کی خاموشی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ اب ایک آخری جملہ رہ گیا تھا کہنے کو۔ وہ ہمت پیدا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ کہنے لگی تھی کہ زید بولا۔ "تمنا تمہیں نہیں بھی ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں تمہارا ہوں، تمہارا تھا، اور تمہارے غم میں بس ایک دستخط کی دیر ہوتی ہے۔" وہ سگدل ہو چکی تھی۔ دوسری جانب زید کو دھچکا لگا تھا۔

☆☆☆

"مجھے سننے میں آیا ہے کہ تم کسی کو پسند کرتی ہو۔" اسے جھکا لگا کیا وہ جان گئے تھے۔ وہ ذرا بوکھلا گئی مگر جھوٹ وہ نہیں بولنا چاہتی تھی۔ "جی، مگر آپ سے کس نے کہا؟" اس نے لکھ ہی دیا۔ "وہ اہم نہیں ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ اس کا نام کیا ہے؟" وہ کچھ مزید بوکھلائی۔ اب کیا کرے؟ "میں نہیں بتا رہی۔ ابھی کچھ کنفرم نہیں ہے۔ میں ایسے تو نام نہیں بتا سکتی نا؟" اسے یہی جواب ٹھیک لگا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ یہ تاثر دے گی کہ وہ جو کوئی بھی ہے اس نے سوچنے کا وقت مانگا ہے۔ اب جھوٹ ہے تو جھوٹ سہی۔ شرم سے توجھ جائے گی نا۔ "ویسے تم نہ بھی بتاؤ تو میں جانتا ہوں وہ کون ہے۔" وہ گھبراہٹ میں پگھل رہی تھی جلتی موم کی طرح۔ اچھا سننے پر یقین ہیں تو بتائیں نام؟" اس نے ڈرتے ڈرتے ناپ کیا۔ "میں جانتا ہوں تم مجھے ہی پسند کرتی ہو، آخر۔۔۔" وہ دم بخود رہ گئی۔ آخر وہ کیسے جان سکتے تھے؟ در اگر وہ جانتے تھے تو کب سے جانتے تھے؟ وہ حیران بھی تھی اور پریشان بھی۔

"اگر تمہاری مجھ سے شادی نہ ہوئی ہوتی اور تمہیں موقع ملتا تو کیا تم حسن خان کو اپنا لیتی؟"

رقیہ الجھ سی گئی۔ "میں سمجھی نہیں آپ کی بات کا مطلب۔"

وارث جان نے بہت سوچنے کے بعد سوال کا انداز بدل دیا۔ "تمہیں مجھ میں یا حسن خان میں سے کسی ایک کو چننا ہو تو کوئی چنو گی؟"

رقیہ وارث کے اس سوال پر ناراض ہو گئی۔ "کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔۔ یہ کیا عجیب سا سوال ہے۔ آپ شوہر ہیں میرے اور وہ کوئی نہیں میرا۔ بس ساتھ پڑھتا ہے اور اچھا کلاس فیلو ہے۔ اس کا آپ سے کیا مقابلہ بھلا!!!"

وارث جان ابھی بھی الجھا ہوا تھا۔ "رقیہ میں صرف اور صرف تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر تم حسن خان کے ساتھ کو پا کر خوش رہ سکتی ہو تو۔۔۔" اس کے باقی ماندہ الفاظ اندر کہیں دب کر رہ گئے تھے۔ رقیہ جو وارث جان سے کبھی اونچی آواز میں بولنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ اس نے وارث جان کے گال پر زور دار تھپڑ مار دیا۔ اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ کیسے اس کا ہاتھ وارث پر اٹھ گیا۔

☆☆☆

"امبر تم نے کہیں رقیہ کو دیکھا ہے۔ مجھے گیٹ سے پتا چلا کہ رقیہ آچکی ہے۔" رقیہ کی حسن کی طرف بیک تھی۔ رقیہ مسکراتے ہوئے بلیٹی اور حسن خان وہیں دل تمام کر کھڑا ہو گیا۔ "اف۔۔۔ کوئی اتنا خوبصورت کیسے ہو سکتا ہے۔" اس سے پہلے کہ حسن خان مزید کچھ اور کہتا رقیہ اس کی طرف بڑھی۔ حسن خان کی آنکھوں کی چمک بتا رہی تھی کہ آج وہ رقیہ کو پا لینے کے جنون سے آیا ہے۔ حسن خان کے ساتھ اس کی والدہ بھی تھیں۔ انہوں نے رقیہ کے لیے تعریفی جملے کچھ اس طرح کہے۔ "بہت خوبصورت ہو تم اور آج تو بہت زیادہ حسین لگ رہی ہو۔ جانتی ہو آج مجھے کیوں لایا ہے اپنے ساتھ؟؟؟" ابھی وہ مزید کچھ کہتیں کہ رقیہ نے مسکرا کر حسن کو مخاطب کیا۔

"حسن ان سے ملو میرے سہنڈ۔ سردار وارث جان۔" حسن کی آنکھیں پھٹ سی گئیں وہ بے اختیار بولا "کیا؟؟؟ کیا کہا ہے تم نے۔۔۔؟؟؟ کون ہے یہ؟؟۔۔۔ مطلب تمہارے ساتھ کیا رشتہ ہے ان کا؟؟؟"

Click here

safareadab.com

وراثت

فاطمہ ملک

ناول ہم اہل اعتبار کی دیک جھلک

"سردیکھیں! آپ تو ہمارے ڈین ہیں نا اور
یونیورسٹی کے ڈین سے کون شادی کرتا ہے بھلا؟
میرا اور آپ کا کیا میچ۔" اسے لگا شاید وہ اس
طرح مسئلے سے نکل آئے گی۔ جبکہ مخالف کوئی
خاص اثر نہ ہوا۔

"یہ کوئی خاص وجہ نہیں شادی سے انکار کی۔"
"لیکن آپ مجھ سے بہت بڑے ہیں۔"

"انتیس سال میری عمر ہے اور آپ فی الوقت ایم
ایس کر رہی ہیں سائنکولوجی میں۔ اس حساب
سے آپ کی عمر لگ بھگ چوبیس پچیس کے آگے
پچھے ہے تو یہ زیادہ فرق نہیں ہوا۔ کچھ اور
سوچیں۔" وہاں ٹیک لگا کر پیچھے ہو کر بیٹھا۔

"جو بھی ہے مجھے آپ سے شادی نہیں کرنی آپ
سمجھ کیوں نہیں رہے۔" ہانیہ اس شخص کے
سامنے کبھی بھی سرینڈر نہیں کرنا چاہتی تھی۔
نجانے کیوں مگر ایک بیر سا تھا اسے اس شخص

زینب نصر اللہ خان

ہم اہل اعتبار
Safar-e-Adab
THE STRONG OF YOUR KITE

سے۔ یا شاید جو اس نے عزت افزائی کی تھی وہی نہ بھولی تھی۔ اگر جو اس سے شادی ہو جاتی تو وہ تو چلتی پھرتی ساس تھا۔
تو کس سے کرنا چاہتی ہیں آپ، غضنفر سے؟
سرد طنز یہ لہجہ تھا۔ ہانیہ نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔

”یہی چیز۔۔۔۔ ہماری مینٹیلیٹی نہیں ملتی۔ ہر بات پر اختلاف رشتوں کو خراب کر دیتا ہے۔“
ہانیہ سنجیدگی سے بولی۔
”یہ اختلاف نہیں تھا۔ محض ایک چھوٹی سی بات تھی جو مجھے نہیں کہنی چاہیے تھی۔“ اس نے کندھے اچکائے۔ ہانیہ تذبذب کا شکار ہوئی۔ اتنی جلدی غلطی کون مانتا ہے بھلا۔

شٹ اپ۔ ”غصے میں اسے سمجھ نہ آئی کہ کیا کہتی۔ مگر جو کہا کہتے ہی منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔“
وہاں سرد نظروں سے اسے دیکھے گیا۔

”پھر بھی۔۔۔ آپ یونیورسٹی والا سارا واقعہ دیکھ چکے ہیں اور کسی حد تک مجھے مشکوک کردار کی بنا پر اپنی یونیورسٹی سے نکال چکے ہیں۔ اب اچانک یہ سب!۔“ وہ قصداً کہنے سے کترائی۔
نکاح کا نام اسکے سامنے لینا اسے تھوڑا سا آکھڑا لگا۔ جبکہ وہاں زرد سی روشنیوں میں اسکے چہرے کو دیکھ رہا تھا ایک کڑوا سا گھونٹ پی کے رہ گیا۔
”میرا خیال ہے یہاں میں ڈین کی حیثیت سے نہیں، آپ کے ہونے والے شوہر کی حیثیت سے بیٹھا ہوں۔“ اس نے جیسے یاد دہانی کروائی۔

”کبھی تمیز سے بات کرنے کا اتفاق نہیں ہوا آپ کو؟“ ابرو اٹھا کر اس نے بڑے ٹھنڈے انداز میں کہا۔

”ہونے والے شوہر اور ہو چکے شوہر میں بڑا فرق ہوتا ہے سر۔“ ایک تو اس کا بات کرنے کا انداز۔

”آپ صرف منگیتر ہیں، نکاح تک نہیں ہوا اور کسی اور کا نام لے کر طنز کر رہے ہیں۔“ اپنی کیفیت پر قابو پاتے ہوئے وہ بولی۔ وہاں نے گہرا سانس بھرا۔

”ایم سوری۔۔۔“

تھیں۔ مگر شاید اسکی ذہنیت مختلف تھی، یا وہ بھی
ایک مشرقی مرد تھا۔ وہ اندازہ نہ لگا پائی۔ مگر
بہر حال اسکا پہلا تاثر وہاں ارتضیٰ کے بارے میں
کچھ اچھا نہ تھا۔

مکمل ناول فری میں پڑھنے کے لیے یہاں
کلک کریں۔

safareadab.com

دوسرا بات بے بات سر کی الاپ نے وہاں کولب
بھینچنے پر مجبور کر دیا۔

“آپ ایم فل کر رہی ہیں نا؟” اسنے ایم ایس کہنے
کے بجائے ایم فل پر زور دیا۔ ہانیہ نے الجھن سے
اسے دیکھا پھر گردن ہلائی۔

“حالانکہ مجھے لگ رہا ہے میں کسی ٹین ایج لڑکی
سے مخاطب ہوں۔ ہر بات کا تڑخ کر جواب دینا
اچھی بات نہیں۔” وہاں کا انداز بڑا نرم سا تھا۔
جبکہ الفاظ شاید سخت تھے یا اسے لگے۔

“ہر بات پر کسی پر پر سنل اٹیک کرنا بھی اچھی
بات نہیں۔” وہ واقعی تڑخ کر بولی۔ وہاں کا مزاج
نجانے کیسا تھا۔ مگر اسے اس وقت وہ کہیں سے
بھی ایک جینٹل مین نہ لگا۔ جیسے وہ یونیورسٹی میں
رہتا تھا۔ اسے بالکل اسکے متضاد لگا۔ اسکی شخصیت
میں ایک مقناطیسی کیفیت ضرور تھی، سامنے والا
بڑی جلدی اسکے سحر میں آجاتا۔ یونہی تو نہیں
یونیورسٹی کی کئی ٹیچرز خود اسے رشتے بھجوا چکی

سفر ادب کی جانب سے ناولوں کی پی ڈی ایف کاپی کو ہر غلطی سے ماورا بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ کسی بھی طرح کی غلطی پائی جانے پر اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ ہماری ٹیم کے تیار شدہ پی ڈی ایف کے تمام جملہ حقوق سفر ادب کے نام محفوظ کر لیے گئے ہیں۔ کسی ادارے یا شخص کی جانب سے ہمارے کام کو اپنے آفیشل استعمال میں لانے کی کوشش کو غیر قانونی سمجھ کر سفر ادب کی جانب سے کارروائی کی جاسکتی ہے۔

- ٹیم سفر ادب